International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp:374 - 386

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

مشرکین کے ساتھ مخاصمات میں مذکور اسماء الحسنیٰ کے اسرار و حِکم

Mysteries and wisdom of Asma al-Hasna mentioned in conversations with polytheists

Shamim Akhtar
Ph.D. Scholar, Department of Arabic and Islamic Studies,
The University of Faisalabad
Dr. Ammara Rehman
Assistant Prof., Department of Arabic and Islamic Studies,
The University of Faisalabad, Faisalabad

Abstract

Asma al-Hasna is mentioned in the Holy Qur'an at many places, it has a special relationship with the context, and in this context, Allah Almighty has mentioned His special names not only in the commandments and matters, but also in the chapter of faith. What has been said about the world religions in general and the distorted forms of Semitic religions in the beliefs and thoughts. Here it is also concluded that the original religion of the polytheists of Mecca was the "Deen-e-Hanif", that is why they called themselves "Hanifi" but they were addressed as "polytheists" because of malformation of their religion. With reference to the mystery and order of Asma al-Hasna, it is concluded that the mention of the names of Allah mentioned in the verses of Mukhasamat (مخاصمات) refers to a specific direction in each place, including "Divinity", "Lordship", "Oneness", "power", "perfection", "sovereignty", and "forgiveness" and many wisdoms of expressing others. In which there is advice, instruction and warning to the addressees.

Keywords: Mystery, Wisdom, Asma al-Hasna, Polytheists, Monotheists

تعارف موضوع

قرآن کریم کی آیات کا مطالعہ جہاں انسانوں کے مختلف مذاہب میں سے اسلام، یہودیت، مسیحیت، مجوسیت، صابیت پر روشنی ڈالتا ہے اس مانند مشرکین کے افکار و نظریات کو واضح کرتے ہوئے ان کے عقائد کو بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم میں مشرکین کے جن عقائد کو بیان کیا ہے اس تناظر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء الحسنیٰ کا ذکر فرما کر کسی اسرار و حکم کی جانب اشارہ کیا ہے۔ جس میں کہیں نہ کہیں کو معرفت اور اسرار کے ساتھ ان کی ہدایت اور سیدھی راہ کی دعوت بھی مضمر ہے۔ کہیں تنبیہ کی گئی ہے تو کہیں تکذیب، کہیں تبشیر ہیں تو کہیں تنذیر، گویا کہ اپنے اسماء الحسنیٰ کے بیان کے ذریعے بہت سے پہلوؤں کو بیان کیا ہے جس کا اگر بنیادی نقطہ دیکھا جائے تو وہ ان کو راہِ راست پر لانا اور خلافِ مشیت الٰہیہ راہوں سے دور

CC BY

کرنا رہا ہے۔ قرآن کریم میں مشرکین کے جن افکار کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین کے عقائد و افکار کے متعلق تاریخ میں کئی مسلم مفکرین نے تحریر کیا ہے جن میں سے ماضی قریب میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) نے "الفوز الکبیر" میں کچھ تفصیل سے روشنی ڈالی ہے تاہم اسماء الحسنیٰ کے ذکر کے اسباب، اسرار اور حکم کے ساتھ خصوصی کاوش سامنے نہیں آتی۔

جہاں تک مشرکین کے مذہبی وابستگیوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق بھی ماضی قدیم میں الہامی مذاہب کے ساتھ تھا جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے طریق سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس خطہ میں جہاں مشرکین آباد تھے وہاں یہی دو نبی تشریف لائے اور احکاماتِ خداوندی کو انسانوں تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں بھی انہی افراد کو خصوصی مخاطب کیا گیا ہے جو عرب سے وابستہ تھے، نہ کہ تمام بُت پرست جو علاوہ ازیں خطہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ مشرکین اس علاقہ سے تعلق رکھتے تھے جہاں سے نبی کریم ﷺ نے اپنی تبلیغ کا آغاز فرمایا، یہی وجہ ہے کہ کتب تواریخ میں انہیں "مشرکینِ مکہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جہاں تک ان کا الہامی مذہب سے وابستگی کو تعلق ہے اس کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بیان کیا ہے کہ مشرکین اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے اسے لیے خود کو "حنیفی" اور "دینِ ابراہیم کے پیرو" قرار دیتے ہیں ، آپ لکھتے ہیں:

"وقد كان المشركون يسمون انفسهم حنفاء ويدعون التدين بملة سيدنا ابراهيم عليه السلام، و انما يقال: 'الحنيف' لمن تدين بالملة الابراهيمية والتزم شعارها."[1]

"مشرکین اپنے آپ کو حنیفی کہتے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ دینِ ابراہیمی پر چلتے ہیں۔ حنیفی وہ ہے جو ابراہیمی دین کی پیروی کرے اور ابراہیمی طریقہ اختیار کرے۔"

قرآن کریم میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "حنیف" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے اور اسی نسبت سے آپ علیہ السلام کا مذہب بھی "دینِ حنیف" بھی کہلاتا تھا، جس سے مشرکین بھی اپنے آپ کو "حنیفی" کہتے تھے جیسا کہ شاہ ولی اللہؒ سے وضاحت کی ہے۔ "دینِ حنیف" چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب تھا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے مذاہب یعنی سامی مذاہب میں سے تھا تو لہٰذا اس مذہب کی بنیادی تعلیمات وہی تھیں جو دیگر سامی مذاہب میں ملتی تھیں، مثلاً توحید باری تعالیٰ، انبیاء و رُسل ایمان، آخرت پر ایمان، اعمال کی جزا و سزا اور جنت و جہنم کے تصورات۔ اس کے علاوہ "ملتِ ابراہیمی" کے افکار و اعمال جن امور کی نشاندہی امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے کی، وہ حسب ذیل ہیں:

1. خانہ کعبہ کا حج کرنا
2. نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا
3. جنابت کی حالت میں غسل کرنا

4. ختنہ کرنا اور دوسرے فطری احکام کی پیروی کرنا
5. حرمت والے مہینوں کا احترام کرنا
6. مسجد حرام کا احترام کرنا
7. جانوروں کو ذبح کر کے کھانا
8. نحر کے طریقے سے اونٹ کی قربانی کرنا
9. اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربانی کرنا، خاص طور پر حج کے دنوں میں۔[2]

یہ وہ امور ہیں جن کا تعلق شریعتِ محمدی کے ساتھ بھی برقرار رکھا گیا مگر وقت کی ریشہ دوانیوں نے مشرکین کے افکار پر خاطر خواہ اثر ڈالا جس کے سبب ان کے نظریات میں ارتقاء پیدا ہوا اور "ملتِ ابراہیمی۔ دینِ حنیف" کی تعلیمات میں ردّو بدل کر کے جدید نظریات قائم کئے جس میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

1. خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق شرکیہ نظریات
2. ذات باری تعالیٰ میں تشبیہ
3. تحریفِ تعلیمات
4. عقیدہ آخرت کا انکار

انہی افکار کے حاملین نے جب اسلام قبول کیا تو دو طرح کے افراد سامنے آئے۔ اولین وہ جنہیں "اصحابِ رسول" ہونے کے ساتھ "مؤمنین" کا بھی خطاب ملا اور دوسرے وہ افراد تھے جنہوں نے اسلام قبول تو کیا مگر اس کی حقیقت کچھ اور تھی۔ انہیں "حقیقی منافقین" کا خطاب ملا، جو "حکمی منافقین" سے کلیتاً جدا تھے۔ یوں تو منافقین اور ان کے افکار اور طرزِ عمل کا قرآن کریم میں الگ سے تفصیلی بیان موجود ہے لیکن ان میں سے اکثر اصلاً وہی تھے جو پہلے "مشرکین" میں سے تھے مگر اسلام کے راستے میں خلل اور فتنہ پیدا کرنے کے لئے اسلام میں شامل ہوئے تھے۔ ان میں خامی یہ تھی ہے وہ اسلامی عقائد و نظریات پر "اقرار باللسان" تو کرتے تھے مگر یہ لوگ "تصدیق بالقلب" سے عاری تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مشرکین سے الگ بھی ان کا ذکر اس انداز سے کیا گیا جس سے ان کا طرزِ عمل واضح ہو۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور دیگر مفکرین نے "حقیقی منافق" کو "منافق اعتقادی" اور "حکمی منافق" کو "منافقِ عملی" سے ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن رجب حنبلیؒ (۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

" وَهُوَ فِي الشَّرْعِ يَنْقَسِمُ إِلَى قِسْمَيْنِ: أَحَدُهُمَا: النِّفَاقُ الْأَكْبَرُ، وَهُوَ أَنْ يُظْهِرَ الْإِنْسَانُ الْإِيمَانَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَيُبْطِنَ مَا يُنَاقِضُ ذَلِكَ كُلَّهُ أَوْ بَعْضَهُ، وَهَذَا هُوَ النِّفَاقُ الَّذِي كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِذَمِّ أَهْلِهِ وَتَكْفِيرِهِمْ، وَأَخْبَرَ أَنَّ أَهْلَهُ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ

النَّارِ. وَالثَّانِي: النِّفَاقُ الْأَصْغَرُ، وَهُوَ نِفَاقُ الْعَمَلِ، وَهُوَ أَنْ يُظْهِرَ الْإِنْسَانُ عَلَانِيَةً صَالِحَةً، وَيُبْطِنَ مَا يُخَالِفُ ذَلِكَ." (3)

"(نفاق) شریعت میں دو قسموں پر ہے۔ پہلی قسم: نفاقِ اکبر ہے: وہ یہ ہے کہ انسان اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان ظاہر کرے اور ان تمام کے یا ان میں سے بعض کے منافی امور کو چھپائے رکھے، یہی وہ نفاق ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا، اور قرآن میں اسی نفاق والوں کی مذمت اور تکفیر نازل ہوئی، اور خبر دی گئی کہ وہ جہنم کے نچلے طبقہ میں رہیں گے۔ دوسری قسم: نفاقِ اصغر یا عملی نفاق ہے: اور وہ یہ کہ انسان نیک اعمال کا اظہار کرے، اور اس کے خلاف کو چھپائے رکھے۔"

علامہ ابن رجب حنبلیؒ کے اس قول نے منافق کی حقیقت اور تقسیم کو مکمل طور پر واضح کر دیا ہے جس میں انہوں نے اسے "نفاقِ اکبر" اور "نفاقِ اصغر" کا نام دیا ہے اور مراد یہاں بھی وہی اقسام ہیں جس کی جانب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اشارہ کیا تھا یعنی "منافقِ اعتقادی" اور "منافقِ عملی"۔ قرآن کریم میں انہی اقسام کی بنا پر وہ مشرکین جو منافقینِ اعتقادی تھے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ" (4)

"بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔"

یعنی ایسے افراد جو "مشرکین" تھے مگر ظاہری طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ بھی شامل ہوئے ہیں ان کا انجام مشرکین سے بھی بدتر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر مشرکین اور منافقین کا تذکرہ بھی ایک ساتھ ہی ملتا ہے اور قرآن کریم کے مشرکین و منافقین کے اکٹھے ذکر کے اسرار و حکم کا مطالعہ کیا جائے تو یہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہیں کہ چونکہ منافقین میں سے زیادہ تر وہی لوگ تھے جو اولین ادوار میں مشرکین اور کفار کے ساتھ تھے اور انہی میں سے تھے لیکن جب انہوں نے اسلام کو پھیلتا اور پھلتا پھولتا دیکھا تو اسلام کے لیے فتن پیدا کرنے کے سبب یہی مشرکین و کفار بظاہر اسلام قبول کر گئے مگر دل میں مشرکین کے اعتقادات پر ہی قائم رہے۔ ان کے جزوی نظریات وہی تھے جو مشرکین کے تھے جس کے سبب ان کے طرزِ عمل پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کا ذکر ایک ساتھ کیا تاکہ جہاں مشرکین سے مجادلہ درپیش ہو وہاں انہیں بھی تنبیہ رہے۔

مشرکین کے متعلق آیات مخاصمہ اور اسماء الحسنیٰ کے اسرار و حکم

مشرکین سے اللہ تعالیٰ نے کئی آیات کے ذیل میں مخاصمات کا ذکر فرمایا ہے جن میں ان کے عقائد، نظریات اور افکار پر پکڑ فرمائی ہے اور توحید و رسالت کے منافی نظریات کا رد کرتے ہوئے عقلی و نقلی دلائل کی جانب اشارہ کیا ہے۔ اس تناظر میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء الحسنیٰ کا بھی ذکر فرمایا ہے جو ان آیات میں موجود مخاصمات پر روشنی ڈالتے ہیں اور مختلف اسرار و حکم کو واضح کرتے ہیں۔

توحید باری تعالیٰ

مشرکین اگرچہ خود کو "حنفاء" اور "ملتِ ابراہیمی" کے تابع مانتے تھے مگر ان کے اختراعی نظریات میں سے ایک نظریہ "شرک" بھی تھا جس میں وہ دانستہ و نادانستہ مبتلا ہو گئے تھے، یعنی انہوں نے خدا کے علاوہ دیگر معبودانِ باطلہ کو اپنا الٰہ تصور کر لیا تھا اور ان کی پوجا اور عبادت کرنے کے لیے بتوں کو تراشا، اور یہ کہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بھی کہا کہ ہم انہی کے طریقے اور طرزِ عمل پر قائم ہیں مگر قرآن کریم نے ان کے اسی شرکیہ نظریہ کی بنا پر انہیں "حنفاء" کی بجائے "مشرکین" اور "کفار" کے خطاب سے یاد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں توحیدی ہونے کا بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

" وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا "(5)

"اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتا دیا، اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرست کی تعلیم کا ذکر فرمایا جبکہ ایک مقام پر واضح طور پر فرمایا کہ وہ نہ تو یہودی تھے، نہ نصرانی اور نہ ہی مشرکین میں سے تھے جنہوں نے خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو معبود بنا لیا تھا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ "(6)

"ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔"

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

" دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ "(7)

"ٹھیک دینِ ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے۔"

یہی نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ مشرک نہ تھے بلکہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی حینِ حیات اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ وہ صرف ایک معبود کی عبادت کرنے والے اور شرک کے بری الذمہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس دعویٰ کو قرآن کریم نے یوں ذکر فرمایا ہے:

" إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ "(8)

"میں نے اپنا منھ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں۔"

ان تمام تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ "ملتِ ابراہیمی" شرک سے پاک تھی اور انہوں نے شرک کی نفی کرتے ہوئے توحید کی دعوت کو عام کیا تھا۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے بارہا مقامات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید کا بارہا ذکر فرمایا اور مشرکین کے منافیٔ توحید نظریہ کی تردید فرمائی۔ ایسا نہیں تھا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا انکار کرتے تھے، وہ اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے پر ایمان رکھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے خدا بھی مانتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مشرکینِ کے معبودانِ باطلہ کے بارے میں یوں ارشاد فرمایاہے:

" أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى. وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى. أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَى. تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى. إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ"(9)

"تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزّٰی، اور اس تیسری منات کو، کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی، جب تو یہ سخت بھونڈی تقسیم ہے۔ وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔"

اس آیت میں مشرکین کے تین مشہور بت "لات، عزیٰ اور منات" کا ذکر کیا گیا ہے اور آیت مبارکہ کے اس حصہ " وَلَهُ الْأُنْثَى "(10) میں "خدا کی بیٹیوں" کے متعلق مشرکین کے عقیدہ کو بیان کیا ہے کیونکہ مشرکین مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانا کرتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ. أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ. أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ. وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ."(11)

"تو ان سے پوچھو کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے۔ یا ہم نے ملائکہ کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر تھے۔ سنتے ہو بیشک وہ اپنے بہتان سے کہتے ہیں۔ کہ اللہ کی اولاد ہے اور بیشک ضرور وہ جھوٹے ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس اعتقاد کو واضح طور پر بیان کر دیا کہ وہ مانتے تھے کہ فرشتے مؤنث ہوتے ہیں اور وہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں امام عبد الرحمٰن الجوزی (۵۹۷ھ) نے نقل کیا ہے:

"أن كفار قريش قالوا: الملائكة بنات الله، والجِنَّة صِنف من الملائكة"(12)

"قریش کے کفار کا کہنا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہ جنات کی ہی ایک قسم ہیں۔"

ان آیات کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اوّل تو مشرکین کے کفریہ عقائد کا ذکر کیا ہے، ثانیاً ان میں ان کے معبودانِ باطلہ کی نشاندہی کی ہے، ثالثاً ان کے شرک کو واضح کیا ہے، رابعاً مشرکین کے نظریۂ ابنیت کے تصور کا ذکر کیا ہے، خامساً اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ان کفریہ اور شرکیہ نظریات سے اپنی ذات کا مبرہ ہونا بیان

فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ان آیات میں غور کیا جائے تو جو اَسماء الحسنیٰ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر فرمائے ہیں ان میں "اللہ"، "رب"، "المالک" کا ذکر فرمایا ہے جبکہ ان آیات کے سیاق و سباق کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں اسی مضمون کے تذکار میں مزید اسماء الحسنیٰ کا بھی ذکر ملتا ہے جس میں "الحکیم"، "العلیم"، "رب العزۃ"، "رب العالمین" بھی شامل ہیں۔ سیاق وسباق میں ان آیات کا ذکر یوں موجود ہے:

1. وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (13)
2. قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (14)
3. سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ (15)
4. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (16)

مذکورہ آیات مبارکہ تو سیاق و سباق سے تعلق رکھتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے شرک کو بیان کرتے تو اپنی معرفت کے لیے اپنے اسماء الحسنیٰ کا ذکر فرمایا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کلیتاً تردید کرتے ہوئے معبودان باطلہ کا اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز ہونے کے متعلق یوں ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (17)

"اللہ اُسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔"

شرک کی تردید، ناقابل معافی گناہ ہونے اور صریح گمراہی کا ذکر کرنے کے بعد معبوانِ باطلہ کا بے یار و مددگار ہونے کے ساتھ اپنے "الولی" اور "النصیر" ہونے کا ذکر یوں فرمایا:

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (18)

"کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔"

یعنی مشرکین جو خیال کرتے ہیں کہ یہ بُت ان کے حمایتی اور مددگار ہوں گے تو وہ یہ مت بھولیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے یہ بُت کام نہ آئیں گے اور حقیقی "الولی" یعنی "حمایتی" اور "النصیر" یعنی "مددگار" صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی ہے۔ اب اگر دیکھا جائے تو توحید کے بیان اور مشرکین کے شرک کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جن اَسماء الحسنیٰ کا ذکر کیا

ہے ان میں "اللہ"، "رب العزۃ"، "رب العالمین"، "رب"، "المالک"، "الحکیم"، "العلیم"، "الولی" اور "النصیر" ہیں جن کے اسرار وحکم درج ذیل واضح ہوتے ہیں:

1. اسم جلالت "اللہ" کا ذکر ان آیات میں یہ واضح کرتا ہے کہ مشرکین حقیقی معبود کے اسم کی معرفت حاصل کریں۔

2. اسمِ جلالت "اللہ" کا ذکر کے اسرار وحکم میں سے یہ بھی ہے کہ مشرکین نے جن معبودانِ باطلہ کو مختلف نام دیئے تھے انہیں ان کی طرف سے ہٹا کر "اللہ" تعالیٰ کی طرف توجہ دلائی جائے۔

3. اسمِ الٰہی "رب العزۃ" کے اسرار وحکم میں سے یہ ہے کہ مشرکین جن دیوی دیوتاؤں کا ظاہری بناؤ سنگھار کرتے ہیں اور ان کے بتوں کو زیورات پہناتے ہیں تاکہ ان کی عزت قائم ہو سکے، انہیں واضح ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے وراء ہے اور خدا کی ذات ایسی ذات ہوتی ہے جس کو ظاہری پہناوے یا سنگھار وزیورات کی ضرورت ہو،

4. اسم الٰہی "رب العالمین" کے ذکر میں پنہاں اسرار وحکم میں یہ شامل ہے کہ مشرکین کو واضح رہے خدا تعالیٰ سب جہانوں کا ربّ ہے اور جن کو مشرکین پوجتے ہیں انہیں وہ خود مخصوص درجے تک مؤثر مانتے ہیں جبکہ ربّ العالمین جو کہ مؤثر حقیقی ہے وہ تمام جہانوں پر قدرت رکھتا ہے اور تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اسی سے اسماء الحسنیٰ "الرب" اور "المالک" کے اسرار وحکم بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔

5. اسماء الحسنیٰ "الحکیم" اور "العلیم" کے اسرار وحکم کو جاننے میں یہ اظہار ہوتا ہے کہ توحید وشرک کے باب میں ان اسماء الحسنیٰ کا ذکر دراصل اللہ تعالیٰ کی حکمت اور علم کو ظاہر کرتا ہے، کہ مشرکین چاہے جیسے بھی دلائل پیش کریں یا جن وجوہات کی بنا پر بھی معبودانِ باطلہ کی عبادت میں دلیل پیش کریں، اللہ تعالیٰ "الحکیم" اور "العلیم" ہے وہ اپنے "علم" و "حکمت" کا فیضان جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا عرفان دلا سکتا ہے، اسی طرح متلاشیانِ حق کو اپنے علم وحکمت سے اپنی پہچان کروانے پر قادر ہے۔

6. اسماء الحسنیٰ "الولی" اور "النصیر" کا معبودانِ باطلہ کے مقابل میں ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ مشرکین سمجھتے ہیں کہ بُت ان کے حمایتی اور مددگار ثابت ہو سکتے ہیں لیکن ان اسماء سے مشرکین پر یہ واضح کر دیا گیا ہے حقیقی حمایتی اور مددگار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ معبودانِ باطلہ، یہ بُت کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

کواکب پرستی

مشرکین بُتوں کی عبادت کے ساتھ کواکب پرستی بھی کیا کرتے تھے اور اس حوالے سے ان کا گمان تھا کہ ان کی عبادت یا انہیں سجدہ کرنا موسم کے اثرات میں کارگر ثابت ہوتا ہے۔ اس کے تاریخی پس منظر کو دیکھا جائے تو اہل عرب کا زمانہ جاہلیت میں ماننا تھا کہ چاند ستاروں کو زمین کی خوشحالی میں بڑا عمل دخل ہے اور بارشوں کا برسنا انہی کے اثرات کے نتائج ہوتے ہیں، انہی ستاروں میں ایک ستارہ ''شعریٰ'' بھی اہل عرب کا معبود رہا تھا جو گرمیوں میں طلوع ہوتا تھا اور اس کے بعد گرمی کی تلخی میں کمی آجاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ تابّط شرّا جو زمانہ جاہلیت کا شاعر تھا اس نے اس ستارے کے بارے میں یہ شعر کہا:

'' شامس فی القرحتّٰی اذا ما ذکت الشعری فبرد وظل''[19]

''(ممدوح) سردیوں میں بہم گرمی پہنچاتا ہے، حتیٰ کہ جب شعریٰ طلوع ہوتا ہے (موسم گرما میں) تو وہ ٹھنڈک اور سایہ بن جاتا ہے۔

یہی نہیں کہ اہل عرب فقط اس ستارے کو معبود مانتے تھے اور موسم کے اثرات میں اسے مؤثر سمجھتے تھے بلکہ اس کے علاوہ اور بھی اجرامِ فلکیہ کی پرستش کیا کرتے تھے زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی اسی کوکب پرستی کے بارے میں مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''اہل عرب نکھتروں کی تاثیر کے بھی معتقد تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ انواء (نکھتروں) کو زمین کی خوش حالی میں بڑا دخل ہے۔ بارش انہی کے جود و کرم کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ بارش ہوتی تو کہتے 'مطرنا نبوء کذا' فلاں نکھتر خوب برسی۔ اور یہ نسبت ان کے نزدیک مجازی نہیں ہوتی تھی، بلکہ وہ فی الحقیقت اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ پانی برسانا نکھتروں کا کام ہے۔''[20]

یعنی ایامِ جاہلیت میں مشرکین کا یہ عقیدہ ایمانیات کی حد تک قائم ہو چکا تھا کہ اجرامِ فلکی ہی بارش کا سبب بنتے ہیں اور ایسا ماننا ان کے ایمان کا جزو سمجھا جاتا تھا۔ مولانا امین احسن اصلاحی مزید لکھتے ہیں:

''عرب میں جاڑوں کا موسم قحط و افلاس کا موسم ہوتا تھا۔ شمال کی ٹھنڈی ہوائیں اس زمانے میں پورے ملک کی تمام کاروباری سرگرمیوں کو سرد کر دیتی تھیں۔ اسی وجہ سے اہل عرب جاڑے کے موسم کو 'ایام نحسات' کہتے تھے۔ آمدورفت اور تجارت کی چہل پہل زیادہ تر گرمیوں کے موسم کے ساتھ مخصوص تھی اور چونکہ یہی زمانہ شعریٰ کے طلوع ہونے کا زمانہ ہوتا تھا۔ اس وجہ سے یہ ساری خیر و برکت اسی طرف منسوب ہوتی تھی۔''[21]

اجرامِ فلکیہ کی عبادت کا رواج جو مشرکین عرب کے ہاں پایا جا رہا تھا، اس جاہلانہ طرزِ عمل کی اصلاح یوں فرمائی گئی:

"وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ "(22)

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند، سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو، اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کے بندے ہو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو اس بات کو واضح کیا کہ اہل عرب میں کوکب پرستی اس قدر رواج پا گئی تھی کہ وہ سورج اور چاند کو سجدہ کیا کرتے تھے اور انہیں دیوتا مانا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ کو مہا دیوتا جیسے مفہوم میں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدے کو بیان کرکے اسی آیت میں واضح فرما دیا کہ رات، دن، سورج، چاند یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں نہ کہ دیوی دیوتا۔ یہ اس کی تخلیق ہیں اور اسی کے امر کے تابع ہیں، اسی کے حکم سے ان کا وجود ہے اور اسی کے امر سے ان کی گردش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اجرام کے بارے میں ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (23)

"اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا سب اس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا۔"

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اَسماء میں سے "اللہ"، "رب العالمین" کا صراحتاً ذکر فرمایا اور اسمِ الٰہی "الخالق" کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ سورج، چاند، ستارے سب اس کے حکم کے ماتحت ہیں اور سب اسی کی تخلیق کردہ مخلوق ہیں۔ یونہی دیگر مقامات پر اللہ تعالیٰ نے شمس و قمر کا ذکر یوں فرمایا:

1. وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ(24)
2. وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ(25)
3. وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (26)

ان آیات کا تعلق بھی اسی بات سے ہے کہ شمس و قمر دیوتا نہیں ہیں جیسا کہ مشرکین خیال کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق، اس کی قدرت اور اس کے حکم کے تابع ہیں۔ مزید آیات میں اس مضمون میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اَسماء الحسنیٰ میں سے "اللہ"، "الخبیر"، "الربّ"، "الملک"، "العزیز"، "العلیم" کا ذکر فرمایا ہے جس میں اسی کی قدرت اور حکمت کے اسرار و حکم پنہاں ہیں۔ مزید یہ کہ ایامِ عرب میں مشرکین صرف سورج اور چاند کو سجدہ ہی نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ ستاروں کو بھی موثر حقیقی جانتے تھے اور جو ستارہ شعریٰ کی عبادت کی جاتی تھی اس کے بارے میں سورۃ النجم میں مشرکین سے یوں فرمایا: وَ أَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَى (27) "اور یہ کہ وہی ستارہ شِعرٰی کا رب ہے۔"

یعنی مشرکین جس ستارہ شعریٰ کی عبادت کرتے ہیں وہ جان لیں کہ یہ ستارہ بھی اللہ کی تخلیق ہے، اس ستارے شعریٰ کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ سورج، چاند اور باقی کائنات کا رب اللہ تعالیٰ ہے تو اس خدا واحد لاشریک کو ہی رب اور مالک مانا جائے۔ اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کو سجدہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم کے اختتام پر فرمایا:

فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ﴿ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا [28]

"تو اللہ کے لئے سجدہ اور اس کی بندگی کرو۔"

یعنی سجدۂ عبادت ہو یا سجدۂ بندگی اس کی مستحق ذات، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے اور ہر اس شے کی عبادت و بندگی سے دور رہا جائے جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا گیا ہو۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیات میں مشرکین سے جو مخاصمہ کیا گیا ہے ان میں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء میں سے "اللہ"، "رب العالمین" ،"الربّ"، "الملک"، "الخبیر"، "العزیز"، "العلیم" کا صراحتاً اور "الخالق" کا اشارتاً ذکر فرمایا ہے۔ اس میں اسم جلالت "اللہ" اور "رب العالمین" و"الربّ"، "الملک" کے اسرار و حکم مشرکین کے حوالے سے "توحید باری تعالیٰ" کے تحت ذکر کئے جا چکے ہیں، مزید اسرار و حکم یوں سامنے آتے ہیں:

1. اسم جلالت "اللہ" کے ذکر سے یہاں یہ سِرّ ظاہر ہوتا ہے کہ مشرکین جس سورج، چاند، ستاروں کو اپنا دیوتا مانتے ہیں، دراصل ان کا خدا اللہ تعالیٰ ہے تو ایسا کیوں نہ ہو کہ حقیقی خدا جو اجرامِ فلکی کا بھی خدا ہے اسی کی طرف توجہ کی جائے۔
2. اسم الٰہی "الرب"، "الملک" اور "الخالق" کا ذکر فرمانا اس لیے ہے کہ جیسا کہ ما قبل ذکر کیا گیا کہ کائنات کا رب اللہ تعالیٰ ہے، اسی طرح مشرکین جو سورج، چاند ستاروں کو دیوتا مانتے ہیں وہ یہاں بھی جان لیں کہ ان کا ربّ اور خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور یہ ان سب کا مالک بھی ہے۔
3. اسم الٰہی "الخبیر" اور "العلیم" کے ذکر سے یہ سِر ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مشرکین کو یہ باور کروانا ہے کہ وہ خدا وحدہ لاشریک تمام مشرکین کے عقائد و افعال و اعمال سے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ان کے ظاہر و باطن میں کیا ہے، یونہی اسے ان کے بارے میں ہر شے کا علم ہے۔
4. اسم الٰہی "العلیم" اور "العزیز" کے اسرار و حکم میں سے ہے کہ سورج (و دیگر اجرامِ فلکی) یہ اس ذات بالاصفات کی نشانیاں ہیں جس کے حکم کے تحت ان کا وجود ہے، جو اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی دلیل ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح مشرکین کے ساتھ مخاصمات کا ذکر قرآن میں کیا ہے۔ آیاتِ مخاصمات اگرچہ تفصیلات کے ساتھ دیگر کئی مقامات پر بھی موجود ہیں مگر ایسے مخاصمات جس کے تناظر میں اسماء

الحسنیٰ کا ذکر بھی ہے وہ مخصوص ہیں جن میں سے اہم مقامات کا ذکر کیا گیا ہے اور اسماء الحسنیٰ کے اس تذکار کے جو اسرار و حکم سامنے آتے ہیں وہ اسماء الٰہیہ کے مفاہیم میں وسعتوں کے جاننے میں بھی مدد دیتے ہیں۔

نتائج

اس بحث سے ہم یہ نتائج اخذ کرتے ہیں کہ اَسماء الحسنیٰ کا ذکر قرآن کریم میں جس بھی مقام پر آیا ہے اس کا سیاق وسباق کے ساتھ خصوصی تعلق ہوتا ہے اور اسی تناظر میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف احکام و معاملات بلکہ ایمانیات کے باب میں بھی اپنے خاص اَسماء کا ذکر فرمایا ہے۔ عقائد و افکار اور ایمانیات میں مذاہب عالم پر عمومی اور سامی مذاہب کی محرّف صورتوں پر خصوصی کلام کیا ہے۔ یہاں یہ بھی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کا اصل مذہب "دین حنیف" تھا اسی بنا پر وہ خود کو "حنیفی" کہتے تھے تاہم عہد رسالت اور نزولِ قرآن کے وقت مشرکین مکہ اپنے دین میں خاصی تحریف کر چکے تھے جس بنا پر انہیں "مشرکین" کہہ کر خطاب کیا گیا۔ اَسماء الحسنیٰ کے اسرار و حکم سے حوالے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آیات مخاصمات میں مذکور اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ذکر ہر مقام پر کسی خاص طرف اشارہ ہوتا ہے جس میں "الوہیت"، "ربوبیت"، "وحدانیت"، "قدرت"، "کاملیت"، "حاکمیت"، "قہاریت"، "جبّاریت" اور "بخشش و مغفرت" وغیر ذالک کے اظہار کی کئی حکمتیں سامنے آتی ہیں۔ جن میں مخاطبین کو نصیحت، ہدایت و تنبیہ موجود ہوتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1]: محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، ۲۰۱۱ء، ص ۱۵

[2]: محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص ۱۵

[3]: ابن رجب، عبد الرحمٰن بن احمد، جامع العلوم والحکم، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۱ء، ج ۲، ص ۴۸۱

[4]: النساء۴:۱۴۵

[5]: الحج۲۲:۲۶

[6]: اٰل عمران ۳:۶۷

[7]: الانعام۶:۱۶۱

[8]: الانعام۶:۷۹

[9]: النجم ۵۳:۱۹۔۲۳

[10]: النجم ۵۳:۲۱

[11]: الصّٰفّٰت ۳۷:۱۴۹۔۱۵۲

[12]: الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ، ج۳، ص ۵۵۴

[13]: الانعام ۶:۸۳

[14]: الانعام ۶:۱۶۲

[15]: الصّٰفّٰت ۳۷:۱۸۰

[16]: الصّٰفّٰت ۳۷:۱۸۲

[17]: النساء ۴:۱۱۶

[18]: النساء ۴:۱۲۳

[19]: اصلاحی، امین احسن، حقیقت شرک و توحید، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۴۳

[20]: ایضاً، ص ۴۲

[21]: ایضاً، ص ۴۳

[22]: حم سجدہ ۴۱:۳۷

[23]: الاعراف ۷:۵۴

[24]: لقمان ۳۱:۲۹

[25]: فاطر ۳۵:۱۳

[26]: یٰس ۳۶:۳۸

[27]: النجم ۵۳:۴۹

[28]: النجم ۵۳:۶۲